Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

گوہر آگیں

ریسرچ سکالر لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر شازیہ رزاق

اسسٹنٹ پروفیسر لاہور کالج براءے خواتین یونیورسٹی لاہور

اکیسویں صدی کے اُردو افسانے میں ابنارمل کردار

Gohar Aageen
Research Scholar Lahore College for Women University, Lahore
Dr. Shazia Razzaq
Assistant Professor Lahore College for Women U University Lahore

Abnormal Characters in Urdu Short Stories of 21st century

Abnormality and disability have become particularly prominent issues today . Now it is not a flaw or defect ,but it is a matter of global attention .Efforts are being made to solve the issues related to the lives of such people at the global level and bring them to the fore .In Urdu fiction ,such characters have also been presented .The fiction writer of the 21st century describes the problems associated with the lives of these people in diverse ways and closes their impact on society ,so that the Practical and ideological changes in society can be covered. This article is based on all those stories which are about the lives of abnormal and disable people and it also have the comparative study of male and female characters to Annelise who are suffering more in society

Key Words: Abnormality ,Disability ,fiction ,characters society ,impact

اُردو میں مختصر افسانہ مغربی ادب کی دین ہے۔ افسانوی نثر میں اُردو افسانے کو انگریزی ادب کے ذریعے متعارف کرایا گیا۔ اگرچہ اس کی عمر زیادہ طویل نہیں مگر پھر بھی مختصر سے عرصے میں نثری ادب کی اس صنف نے دوسری اصناف کی طرح اپنی ایک الگ پہچان بنائی۔ اُردو ادب کے لیے افسانے کی صنف بیسویں صدی میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی

Corresponding Author's Email: drshaziarazzaq@yahoo.com

ہے۔ افسانے کے بارے میں ڈاکٹر اختر اورینوی لکھتے ہیں:

"ایک اچھا افسانہ ایک کامیاب ڈراما کی طرح معجزہ ہے ایجاز کا۔ باوجود اختصار کے فنی حیثیت سے وہ ایک حسنِ کامل ہوتا ہے اور اپنے حسن و تکمیل کی وجہ سے ناظرین کے لیے ذہنی مسرت کا سامان۔"(۱)

لطیف الدین احمد افسانے کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کسی ایک واقعہ یا جذبہ کی تاریخ بیان کر دینا مختصر افسانہ ہے۔"(۲)

افسانے کی مندرجہ بالا تعریفوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ افسانہ مختصر نثری بیانیہ صنف ہے جس میں زندگی کے کسی ایک گوشہ یا کسی ایک پہلو یا کسی ایک واقعہ کو موثر انداز میں بیان کیا جاتا ہے اور جو قاری کو مسرت و انبساط کیساتھ ساتھ بصیرت بھی عطا کرتا ہے۔ افسانے کو موثر بنانے کے لیے افسانہ نگار کو افسانے کے فنی لوازم پلاٹ، کردار، مکالمہ، تکنیک، جزئیات، منظر نگاری اور زبان و بیان پر بطور خاص توجہ دینی ہوتی ہے۔

افسانے کے فن میں کردار نگاری کو اہم جُز مانا جاتا ہے۔ افسانے کا براہ راست تعلق انسانی زندگی سے ہے۔ انسانی زندگی کے کسی گوشہ یا کسی پہلو کو کہانی میں کرداروں کے توسط سے پیش کیا جاتا ہے۔ کہانی میں کرداروں کے سہارے ہی قصہ آگے بڑھتا ہے اور تکمیل کو پہنچتا ہے۔ افسانے میں کردار جتنے فطری اور حقیقی ہوں گے، وہ اتنا ہی قاری کے ذہن پر اپنا اثر چھوڑنے میں کامیاب ہوں گے۔ افسانے میں کچھ ابنارمل کردار موجود ہوتے ہیں جو کہانی کو خاص معنویت عطا کرتے ہیں۔ ابنارمل کرداروں کے ہاں دو طرح کی معذوری پائی جاتی ہے۔ ایک ذہنی معذوری یعنی ابنارمیلٹی اور دوسرا جسمانی معذوری یعنی ڈسابیلٹی۔

ابنارمیلٹی ایک رویے کی خصوصیت ہے جو اُن لوگوں کے لیے تفویض کی گئی ہے جن کو ابنارمل یا غیر فعال سمجھا جاتا ہے۔ رویے کو غیر معمولی اُس وقت سمجھا جاتا ہے جب یہ ناپسندیدہ رویے پر مشتمل ہو اور اس کے نتیجے میں فرد کے کام کاج میں خرابی پیدا ہو۔(۳)

نفسیات کے حوالے سے بات کی جائے تو نفسیاتی عارضی کی تعریف سوچ،، جذبات اور رویے کے جاری غیر فعال نمونے کے طور پر کی جاتی ہے۔ جو اہم پریشانی کا باعث بنتی ہے اور اس بنا پر شخص کو ثقافت یا معاشرے میں منحرف سمجھا جاتا ہے۔

وہ غیر معمولی رویہ جس کا تعلق نفسیاتی عوارض سے ہو گا وہ مسلسل اور اہم تکلیف کا سبب ہو گا جب کہ ذہنی خرابی ایک ایسے مریض کی طبی حالت ہوتی ہے۔ اس طبی حالت کے تحت طبی معالج یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مریض کس معیار کی بنیاد پر غیر معمولی رویے کا مظاہرہ کر رہا ہے۔(4)

ابنارمیلٹی کے مندرجہ ذیل اہم پیمانے ہیں۔

۱۔ شماریاتی پیمانہ

۲۔ سماجی پیمانہ

۳۔ مناسب طریقے سی کام کرنے میں ناکامی

۴۔ مثالی ذہنی صحت سے انحراف(۵)

انسانی جسم میں کسی بھی عضو یا جسم کے کسی بھی حصے یا جسمانی صحت کے بنیادی اصول سے محرومی کے حاصل افراد معذور کہلاتے ہیں معذوری ذہنی بھی ہو سکتی ہے اور جسمانی بھی، پیدائشی بھی ہو سکتی ہے اور حادثاتی بھی۔

معذور افراد معاشرے کے دوسرے افراد کے مدمقابل برابر کی سطح پر کام کرنے یا فرائض سرانجام دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے اُردو زبان میں معذوری کا لفظ دماغی و جسمانی عیب اور نقص ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ معذوری عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "ع ذ ر" ہے اور باب "عذر یعذر" سے اسم مفعول ہے۔(6) اس کے معنی عذر رکھنے والا شخص ہے یعنی دماغی اور جسمانی بندش رکھنے والا اور عارضہ رکھنے والا فرد ہے۔

دین اسلام نے کسی شخص کے جسمانی نقص یا کمزوری کی بنا پر اُس کی عزت و توقیر اور معاشرتی رتبہ کو کم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی بلکہ قرآن میں معذور افراد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی معذوری کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں، دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔"(7)

معذوری کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱۔ سمعی معذوری

۲۔ بصارت کی معذوری

۳۔ جسمانی اور نقل و حرکت کی معذوری

۴۔ دماغی معذوری

۵۔ غیر مرئی / پوشیدہ معذوری

۶۔ قوت گویائی کی معذوری

۷۔ نفسیاتی معذوری (۸)

معذوری کا لفظ چوں کہ ذہنی یا جسمانی عیب اور نقص ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کے ڈسا بیلٹی میں ابنار میلٹی کو شامل کیا جاتا ہے۔

اگر معاشرتی سطح پر دیکھا جائے تو ہمارے ارد گرد ایسے افراد موجود ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی جسمانی معذوری کا شکار ہوتے ہیں لیکن اُن کی جسمانی معذوری کا تعلق ذہنی یا نفسیاتی عوارض سے بھی ہوتا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی فرد سماعت، قوت گویائی یا بصارت سے محروم ہے تو یہ معذوری اس کی ذہنی معذوری کا بھی باعث بنے گی۔ کیوں کہ وہ فرد ذہنی طور پر خود کو تیار رکھے گا کہ وہ معاشرے کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس میں احساس کمتری کا رویہ پیدا ہو جائے گا۔

دوسری طرف اگر ابنار میلٹی کو معاشرتی سطح پر دیکھا جائے تو ہمارے ارد گرد ایسے افراد موجود ہیں جو ذہنی یا جسمانی عوارض میں مبتلا ہوتے ہیں مثال کے طور پر اگر کسی شخص کو پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں یا وہ فرد کسی غیر معمولی کیفیت میں مبتلا ہے تو یہ عوارض ذہنی معذوری کا سبب بنیں گے یعنی وہ فرد ذہنی طور پر معذور ہونے کے باعث معاشرے کیساتھ نہیں چل سکے گا۔ مندرجہ بالا بحث پر غور و فکر کرتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابنار میلٹی اور ڈسا بیلٹی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں ہم ان دونوں کو الگ نہیں کر سکتے ہیں جہاں ابنار میلٹی موجود ہو گی وہاں ڈسا بیلٹی بھی لازمی طور پر ہو گی اور جہاں ڈسا بیلٹی ہو گی وہاں ابنار میلٹی بھی لازمی ہو گی۔

اکیسویں صدی کو اُردو افسانہ کی اہم صدی کہا جاتا ہے۔ اس صدی میں اُردو افسانہ آج ایک نئی منزل سے ہم آغوش ہے۔ اس کی دنیا وسیع ہو چکی ہے۔ اس صدی کا افسانہ پہلے کے افسانوں سے کافی مختلف ہے۔ آج کا افسانہ نگار زندگی کے مختلف پہلوؤں کو کمال ہشیاری سے واشگاف کرنا چاہتا ہے۔ اس عہد کے نامور افسانہ نگاروں کے ہاں ذہنی، جسمانی معذوری کے حوالے سے جو کردار سامنے آئے ہیں ان کی بنیادی ضمنی تقسیم سے قطع نظر صرف مردوں کے کرداروں کا جائزہ لیا جائے تو ابنار میلٹی کئی افسانوں کا موضوع بنتی ہے۔ راقم نے اس جائزے کی ترتیب میں ذہنی حوالے سے معذور مردانہ کرداروں کے بعد جسمانی طور پر معذور کرداروں کو پیشِ نظر رکھا ہے تاکہ ان کے مسائل اپنی معذوری کی نسبت سے الگ الگ اور واضح انداز میں سامنے آسکیں۔

جسمانی معذوری کے حوالے سے "اقبال مجید" کا افسانہ "بخشیش" اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "شہر بدنصیب" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایک بوڑھے شخص کا ہے جو ایک ٹانگ سے معذور ہونے کے باعث بیساکھی کے سہارے چلتا ہے افسانے میں مصنف نے معذور شخص کا حُلیہ یوں بیان کیا ہے:

"وہ فالج زدہ، کانپتا، کپکپاتا، بیساکھی والا ایک ٹانگ کا بوڑھا پلیٹ فارم پر بھیڑ اُگلتی گاڑی کے ڈبوں کے سامنے گھسٹتا ہوا بوٹ پالش کی صدا لگاتا جگن کئی بار میری نظارگی کا حصہ بن چکا تھا۔ چہرے پر کھچڑی بالوں کا بڑھتا ہوا شیو، ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئیں۔ آنکھوں میں دور دور تک ویرانی اور سپاٹی کی الجھی الجھی سلوٹیں۔"(۹)

مخبوط الحواس کردار کے حوالے سے نیرّ مسعود کا افسانہ "غلام اور بیٹا" اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "گنجفہ" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو ذہنی معذوری میں مبتلا ہے اس شخص کو بھولنے کا مرض بچپن سے تھا۔ ہر بات اور ہر چیز کو بھول جاتا تھا، مثلاً:

"۔۔۔اب میں ہر روز بہت کچھ بھول رہا ہوں۔ پھر مجھ پر بے وقوفی کا سا دورہ پڑا اور میرا بہت سا وقت یہ یاد کرنے کی بے حاصل کوشش میں برباد ہونے لگا کہ میں کیا کیا بھول رہا ہوں۔"(۱۰)

مندرجہ بالا افسانے میں ابنارمل شخص کو خود سے باتیں کرنے کی عادت تھی لیکن وہ اپنی اس عادت سے خود بھی واقف نہ تھا، مثلاً:

"میرے گھر کے ایک بچے نے مجھے بتایا کہ میں سڑک پر اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا چلتا ہوں۔۔۔ مجھے خود سے باتیں کرنے والے لوگ سنکی اور سنکی سے بھی زیادہ بے عقل معلوم ہوتے تھے۔ میں نے باہر نکلنا کم کر دیا اور نکلتا بھی تو راستے بھر یہی غور کرتا چلتا کہ اپنے آپ سے باتیں تو نہیں کر رہا ہوں۔"(۱۱)

ڈسابیلٹی کے حوالے سے سلام بن رزاق کا اہم افسانہ "اس دن کی بات" ہے یہ افسانہ افسانوی مجموعے "ننگی دوپہر کا سپاہی" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو بصارت سے محروم ہے۔ افسانے میں مصنف نے اندھے شخص کا ظاہری حلیہ بیان نہیں کیا لیکن اس کی شخصیت کے گوناگوں پہلوؤں کو خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بوڑھے اندھے شخص کے ہاں بے خوفی کا عنصر نمایاں ہے وہ ہر طرح کے خوف سے آزاد زندگی گزار رہا ہے۔ شہر میں مسلمانوں کا حملہ ہونے کے باوجود وہ اپنی خانقاہ میں ہی رہا اس کے بقول:

"۔۔۔میں کہاں جاؤں گا ویسے بھی مجھ اندھے بڈھے کو مار کر کسی کو کیا ملے گا۔"(۱۲)

مندرجہ بالا افسانے میں اندھے شخص کا اپنی حس سماعت پر بڑائی کا اظہار نظر آتا ہے۔ وہ کسی کو چھو کر یا آواز سن کر کسی کی موجودگی کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"۔۔۔ ہم اندھے دیکھ نہیں سکتے مگر ہمارا احساس ہی ہماری بینائی ہے۔ ہم اندھوں کا اپنا ایک تصور ہوتا ہے ہم چیزوں کو چھو کر یا آوازوں کو سن کر اُن کی شکلیں ترتیب دے لیتے ہیں۔"(۱۳)

ڈسابیلٹی کے حوالے سے عبد الصمد کا افسانہ "آگ کے اندر راکھ" اہم ہے یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "آگ کے اندر راکھ" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو جسمانی معذوری کے باعث نقل و حرکت کرنے سے قاصر ہے۔ افسانے میں مصنف نے معذور شخص کی محتاجی اور بے بسی کو ظاہر کرتے ہوئے اس کا حُلیہ بیان کیا ہے، مثلاً:

"سامنے لیٹا ہوا یہ خوبرو مرد، مردہ بدست زندہ کی ایک جیتی جاگتی مثال ہے۔۔۔ سانس لیتا ہوا ایک ممی۔۔۔ اس کی آنکھیں کھول دی جاتی ہیں تو یہ جاگ اُٹھتا ہے، بند کر دی جائیں تو سو رہتا ہے، یہ بول نہیں سکتا، کوئی اشارہ نہیں کر سکتا، یہ کسی کی سنتا بھی ہے یہ کہنا مشکل ہے، اس کے سننے نہ سننے کا کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ہے۔"(14)

مندرجہ بالا افسانے میں نوجوان لڑکی کو بطور نرس، معذور شخص کی بچے کی طرح دیکھ بھال کرتا دکھایا ہے، مثلاً:

"نہلانا، دھلانا، پلانا، گندگی صاف کرنا، کپڑے تبدیل کرنا۔۔۔ میں ایک بچے کی طرح اس کی دیکھ بھال کر رہی ہوں۔ میں یہ کہوں کہ یہ میرے ہاتھوں کا کھلونا ہے تو یہ بھی سچ نہیں۔۔۔۔"(۱۵)

سید محمد اشرف کا افسانہ "جنرل نالج سے باہر کا سوال" ابنارمیلٹی کے حوالے سے اہم افسانہ ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "ڈار سے بچھڑے" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں بوڑھے شخص کی نفسیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بوڑھا شخص اپنے پاس سے گزرے ہر شخص سے اپنی عمر اور موت کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنی عمر اور موت کے بارے میں جاننا چاہتی ہے، وہ ہر راہ گزر کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھتا ہے، مثلاً:

"کوئی مجھے بتا دے کہ میری عمر کتنی ہے اور میں کب مروں گا؟ یہ بچی نہیں بتا پا رہی تم بتا دو بیٹا، اس نے ایک نوعمر لڑکے سے کہا جس کے ہاتھوں میں کرکٹ کا بلا تھا۔"(16)

مندرجہ بالا افسانے میں مصنف نے اس شخص کا ظاہری حُلیہ یوں بیان کیا ہے:

"چبوترے پر جو بوڑھا آدمی لیٹا ہے اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہیں۔ کہیں کہیں پیوند بھی لگے ہیں۔ اس کی داڑھی بے ترتیب ہے اور چہرے پر لاتعداد شکنیں ہیں۔ آنکھوں کی روشنی مدھم ہو چکی ہے"(17)

سید احمد قادری کا افسانہ ''ریت کی دیوار'' ابنارمیلٹی کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے ''دھوپ کی چادر'' سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو ذہنی معذوری میں مبتلا ہے۔ افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کا ظاہری حلیہ بیان نہیں کیا لیکن اس کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔

مندرجہ بالا افسانے میں موجود ابنارمل شخص کو مفاد پرست اور مطلب پرست دکھایا ہے کہ اس نے اپنے مطلب کی خاطر اپنے بوڑھے باپ کو قتل کر دیا، مثلاً:

''۔۔۔ بابا بیمار تھے۔۔۔ اگر۔۔۔ اگر انھیں کچھ ہو گیا تو کارخانہ میں مجھے نوکری مل جائے گی۔۔۔ میرے ذہن میں بجلی کوندنے لگی۔۔۔ میں ان کے قریب بیٹھا سوچتا رہا۔۔۔ بابا کی بیماری کو کتنے ماہ ہو گئے نہ جیتے ہیں اور نہ۔۔۔ یہ کالی بھیانک رات اتنی لمبی کیوں ہوتی ہے۔''(۱۸)

افسانہ ''ریت کی دیوار'' میں نفسیاتی مرض میں مبتلا شخص کا اپنے باپ کو قتل کرنے کا دردناک منظر یوں بیان کیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

''۔۔۔ میں بابا کے اور قریب ہو گیا۔۔۔ اور۔۔۔ اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ میرے ہاتھ آہستہ آہستہ بابا کی نحیف گردن کی طرف بڑھنے لگے اور پھر دونوں ہاتھوں کا دباؤ بابا کی گردن پر بڑھنے لگا۔۔۔ اچانک ایک لمحہ کے لیے میرے ہاتھ رُک گئے۔ ذہن میں ایک خیال نے سر اُبھارا۔ یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ لیکن دوسرے ہی لمحے میرے سوچنے کی صلاحیت ختم ہو گئی اور میرے ہاتھوں کا دباؤ بابا کی گردن پر مزید بڑھ گیا۔۔۔ ایک ساعت کے لیے بابا کی آنکھیں کھلیں اور۔۔۔ اور پھر وہ آنکھیں بے جان ہو گئیں۔''(۱۹)

سید احمد قادری کا ایک اور اہم افسانہ ''زنجیر'' ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعہ ''دھوپ کی چادر'' سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو نفسیاتی مرض میں مبتلا ہے۔ افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کا ظاہری حُلیہ بیان نہیں کیا لیکن اُس کی شخصیت کے گوناگوں خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ افسانے میں موجود ابنارمل شخص کی حساسیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اپنے بھائیوں کی بدسلوکی کی وجہ سے گہرے صدمے میں مبتلا تھا، مثلا:

''وہ ذہنی طور پر اپنے چھوٹے بھائیوں کی بدسلوکیوں سے بے حد پریشان تھے۔ ارشد چاہتے تھے کہ جس طرح انھوں نے اپنے چھوٹے بھائیوں کو محبت دی ہے۔ ان کا خیال ہے ان کے چھوٹے بھائی بھی ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں لیکن یہ

ارشد کی واقعی بدنصیبی تھی کہ انھوں نے جن جن لوگوں کو اپنا سمجھا، پیار و محبت دیا بدلے میں ان کے حصے نفرت ہی ملی۔۔۔ انھیں اس کا بڑا دکھ تھا۔"(۲۰)

مندرجہ بالا افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کے جذبات کا اظہار عمدہ انداز میں کیا ہے۔ جس کے باعث اسے پاگل تصور کیا گیا:

"اپنے بھائیوں پر غصے میں برس پڑے تھے۔۔۔ اور غصے کے عالم میں اپنے ہی بال نوچنا شروع کر دیے تھے، اپنے کپڑے تار تار کر ڈالے۔۔۔ پڑوسیوں نے انھیں دبوچ لیا اور بھائیوں کے مشورہ سے انھیں زبردستی پاگل خانے پہنچا دیا۔"(۲۱)

طارق چھتاری کا افسانہ "کوئی اور" ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم افسانہ ہے۔ یہ افسانہ افسانوی مجموعے کا نام "باغ کا دروازہ" کا دروازہ سے لیا گیا ہے۔ افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو نفسیاتی مرض میں مبتلا ہے۔ وہ شخص نفسیاتی مرض کے سبب اپنی بیوی سے بدگمان نظر آتا ہے۔ مندرجہ بالا افسانے میں ابنارمل کردار کی ذہنی الجھن کو دکھایا ہے کہ وہ بار بار اپنی بیوی سے اس کے سابقہ شوہر کے بارے میں سوال کرتا ہے، مثلاً:

"اچھا یہ بتاؤ سدھا۔ راکیش کو تمہاری کون سی چیز پسند تھی؟

سدھا اس سوال سے پریشان ہو گئی تھی۔

آپ راکیش کے بارے میں آخر کیوں پوچھتے رہتے ہیں۔

وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں اسے بھولنا چاہتی ہوں۔

اچھا ابھی اسے بھولی نہیں ہیں دیوی جی، آخر پہلا شوہر جو تھا۔"(۲۲)

افسانہ "کوئی اور" میں ابنارمل شخص کے جذبات کو دکھایا ہے۔ وہ شخص غصہ کر کے چیزوں کو توڑ پھوڑ دیتا تھا، مثلاً:

"۔۔۔ جب بھی کچھ بتاتی ہوں، تم ہی عجیب سے ہو جاتے ہو۔ اس دن اس کے قد کے بارے میں پوچھا تھا۔ میں نے بتایا تو تمہیں نہ جانے کیا ہو گیا، ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ توڑ ڈالا اور اپنا سارا ہاتھ زخمی کر لیا۔ مجھ سے بہانہ کر دیا کہ پیر سلپ ہو گیا تھا ڈریسنگ ٹیبل کے اوپر آن گرا۔"(۲۳)

مندرجہ بالا افسانے میں ابنارمل شخص کے ہاں بدگمانی کا عنصر نظر آتا ہے۔ اس شخص کے اپنے خیالات ہی اسے اپنی بیوی سے بدگمان کر دیتے ہیں، مثلاً:

”کیا سدھا میری ساڑھی دیکھ کر بھی خوش ہوگی؟ اگر ہوگی بھی تو مجھ پر کیا احسان کرے گی۔ قیمتی چیز کو دیکھ کر خوشی ہونی ہی ہے کیا وہ راکیش کی لائی ہوئی ساڑیاں دیکھ کر خوش نہیں ہوئی ہوگی؟ بلکہ اب اسے اتنی خوشی کہاں ہوگی، جتنی کہ پہلی بار راکیش کی ساڑھی پا کر ہوئی ہوگی۔“(۲۴)

ابنارمل کردار کے حوالے سے ساجد رشید کا افسانہ ”شام کے پرندے“ ہیں۔ یہ افسانہ افسانوی مجموعے ”نخلستان میں کھلنے والی کھڑکی“ سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار بوڑھے شخص کا ہے جو جسمانی معذوری میں مبتلا ہے۔ افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کا ظاہری حُلیہ یوں بیان کیا ہے:

”وہیل چیئر پر بیٹھے بوڑھے نحیف آدمی کا چہرہ دیکھ کر اختر حسین چودھری کے دل کا دروازہ کھل گیا۔۔۔ بوڑھے کے نقوش اگرچہ بوسیدہ کاغذ کی تحریر کی طرح دھندلا گئے تھے لیکن چہرے پر گُدی ہوئی جھریاں اختر حسین کو اپنے دل پر پھیلی نسوں کی طرح جسم و جان سے مانوس معلوم ہوئی تھیں۔ سڑک پر مرکوز بوڑھے کی آنکھوں میں ویرانی تھی۔“(۲۵)

افسانہ میں مصنف نے بوڑھے شخص کی محتاجی اور بے بسی کو بیان کیا ہے کہ وہ فالج کی وجہ سے حرکت نہیں کر سکتا۔ وہ بے بسی کی زندگی گزار رہا ہے، مثلاً:

”۔۔۔ بوڑھے کو دونوں ہاتھوں سے سہارا دے کر نرس نے وہیل چیئر سے اٹھنے میں مدد دی تھی اور جب وہ بستر پر لٹا رہی تھی تب بوڑھے کا جسم اسپرنگ کے کسی گڈے کی طرح کانپ رہا تھا۔ کندھے سے دایاں ہاتھ ایسے جھول رہا تھا گویا وہ اس کے جسم کا حصہ نہ ہو۔“(۲۶)

محمد حمید شاہد کا افسانہ ”لوتھ“ ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے ”مرگ زاد“ سے لیا گیا ہے۔ افسانے میں موجود مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو جسمانی معذوری کے باعث دونوں ٹانگوں سے محروم ہے۔ مندرجہ بالا افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کا ظاہری حلیہ بیان نہیں کیا لیکن اس شخص کی تکلیف اور گھاؤ کو دردناک انداز میں بیان کیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”اس کی ٹانگیں کولھوں سے بالشت بھر نیچے سے کاٹ دی گئی تھیں۔ ایک مدت سے اس نے اپنے تلوؤں کے گھاؤ اپنے ہی بیٹے پر کھلنے نہ دیے تھے۔۔۔ ضبط کرتا رہا اور اونچے نیچے راستوں پر چلتا رہا تھا۔۔۔ مگر کچھ عرصے سے زخم رسنے لگے تھے اور چڑھوا ں درد گھٹنوں کی جکڑن بن گیا تھا۔“(۲۷)

افسانہ ”لوتھ“ میں معذور شخص کے حواس درد کی شدت کے باعث معطل ہونے لگے تھے، مثلاً:

”۔۔۔دردوں کی تپک اس کے حواس معطل کرنے لگی۔ اسے سمتوں کا شعور نہ رہتا تھا جدھر جانا ہوتا ادھر نہ جاتا بلکہ الٹ سمت کو نکل کھڑا ہوتا۔ اسے بار بار ڈھونڈ کر لایا جاتا۔“(۲۸)

ترنم ریاض کا افسانہ ”حور“ ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے ”یہ تنگ زمین“ سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں ضمنی کردار ایسے شخص کا ہے جو جسمانی معذوری میں مبتلا ہے۔ افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کا ظاہری حُلیہ بیان نہیں کیا لیکن اس اس کی شخصیت کے گوناگوں پہلوؤں کو خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ افسانے میں موجود ابنارمل شخص قوتِ گویائی سے محروم ہے۔ وہ ایک محنتی لڑکا تھا اور اپنے کام میں مہارت رکھتا تھا اس لڑکے کے ہاتھوں کو اللہ نے بولنے اور سننے کی صلاحیت عطا کی تھی، مثلا:

”اس کے ہاتھ لکڑی کے اس حصے کی آواز سن لیتے جو اپنے اندر بولتے ہوئے نقش سمیٹے ہوتا اور اس کی انگلیاں ان نقوش کو سنوار اور نکھار کر ایسی زبان دیتیں کہ ہر نقش اپنی تعریف آپ کرنے لگتا۔۔۔ اسے سونگھ کر پتہ چل جاتا کہ لکڑی سوکھی ہے یا نہیں۔۔۔ وہ کچھ بھی بناتا مثلاً ٹیبل لیمپ، سنگھار میز، مسہری، صوفے، الماریاں، محرابیں۔۔۔ اس کا فن بے مثال تھا۔“(۲۹)

مندرجہ بالا افسانے میں گونگا شخص شریف کے والد کا دور کے رشتے دار کا یتیم لڑکا تھا اور عزیز بٹ گونگے کو ہمیشہ اپنا نوکر ہی سمجھتا تھا یعنی گونگے شخص کے ہونہار ہونے کے باوجود اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی، مثلاً:

”عزیز بت نے گونگے کو ہمیشہ نوکر کی طرح سمجھا۔ اتنا محنتی، ذہین، خوبرو، وہ بے زبان اپنے لیے کسی سے کچھ نہ مانگ سکا۔۔۔ گونگا ہاتھ میں بڑا قلعی کیا ہوا تانبے کا بھاری چمکتا ہوا لوٹا اور بہت بھاری طشت لیے مہمانوں کے ہاتھ دھلاتا، دستر خوان سمیٹتا نظر آتا۔۔۔“(۳۰)

اقبال حسین آزاد کا افسانہ ”قطرہ قطرہ احساس“ ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے ”قطرہ قطرہ احساس“ سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسے شخص کا ہے جو ذہنی معذوری میں مبتلا ہے۔ مندرجہ بالا افسانے میں مصنف نے ابنارمل شخص کا ظاہری حُلیہ بیان نہیں کیا لیکن اس کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو بخوبی بیان کیا ہے۔ افسانے میں موجود ابنارمل کردار تنہائی سے خوف زدہ نظر آتا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”آرام کرسی پر نیم دراز ڈاکٹر صاحب نے اپنی بوڑھی انکھوں سے ایک اچٹتی سی نظر سارے گھر پر ڈالی۔ چاروں کمرے بند پڑے تھے۔ باورچی خانہ بھی سنسان پڑا تھا کہیں پر کوئی آہٹ کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ گھر کا ویرانہ پن انھیں اپنے اندر اترتا محسوس ہوا۔ پچھتر برس کی عمر تک انھوں نے ایسا سناٹا، ایسی ویرانی کبھی محسوس نہ کی تھی۔ وہ گھبرا اٹھے۔“(۳۱)

مندرجہ بالا افسانے میں ابنارمل شخص وہم کے مرض میں مبتلا تھا اسے ویران گھر میں ہر طرف سے اپنی پوتی اور پوتے اسلم کی آوازیں سنائی دیتی تھیں، مثلاً:

”دادا ابا! چلئے کھانا کھالیجیے“

”دادا ابا! آج آپ نہائے نہیں“

”دادا ابا! دادا ابا! دیکھیے پاپا کا خط آیا ہے“

دادا ابا!

”دادا! وہ گھبرا اٹھے انھیں گھر کے ہر ہر کونے میں مسکراتی ہوئی، ہنستی ہوئی، روٹھتی ہوئی سیما نظر آنے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیما کسی پرچھائیں کی طرح نظروں کے سامنے سے غائب ہوگئی۔“(۳۲)

اکیسویں صدی کے افسانہ نگاروں نے مردوں میں ابنارمیلٹی کے حوالے سے مختلف مسائل کو بیان کیا ہے مثلاً افسانوں میں ایسے کرداروں کو پیش کیا ہے جو فالج کے مرض میں مبتلا ہو کے بے بسی اور محتاجی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کچھ افراد ذہنی معذوری کے باعث ہر کام اور ہر بات کو بھول جاتے ہیں جو ان کے لیے زندگی میں پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ بعض افراد بصارت سے محروم ہونے کے سبب زندگی میں گوناگوں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ کچھ مرد جسمانی معذوری میں مبتلا ہو کے نقل و حرکت کرنے سے قاصر ہوتے ہیں ایسے افراد نہ خود کھا سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں وہ مردہ بدست زندہ کی جیتی جاگتی مثال ہوتے ہیں۔

بعض افراد نفسیاتی کیفیت میں مبتلا ہونے کے باعث مایوسی سے دوچار ہوتے ہیں وہ اپنے دل میں موت کی آرزو لیے زندگی گزار دیتے ہیں۔ کچھ مردوں کا نفسیاتی مرض انھیں مطلب پرست اور مفاد پرست بنا دیتا ہے یعنی وہ لوگ اپنے مفاد کی خاطر اپنے عزیز رشتوں کو مار دیتے ہیں۔ بالآخر مکافاتِ عمل کا خوف ایسے لوگوں کی زندگی مزید تکلیف دہ بنا دیتا ہے۔ کچھ لوگوں کے نفسیاتی مرض کی وجوہات حساسیت ہوتی ہے یعنی وہ حساس جذبات کے مالک ہوتے ہیں اس لیے گھر والوں کے رویے ان کے لیے گہرے صدمے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اکیسویں صدی اُردو افسانے میں کچھ مرد قوت گویائی سے محروم ہونے کے باعث زندگی میں مسائل سے دوچار ہوتے ہیں۔

افسانے میں کردار نگاری کے حوالے سے عموماً جو تقسیم سامنے آتی ہے وہ اعتبار سے مرد اور عورت کے کردار پر مشتمل ہوتی ہے۔ البتہ ضمنی کرداروں کو ان بنیادی کرداروں کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے۔ اکیسویں صدی کے اُردو

افسانے کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ابنارمل عورتوں کے کردار بھی سامنے آتے ہین۔ مثلاً ابنارمیلٹی کے حوالے سے اقبال مجید افسانہ "عدو چاچا" اہم ہے۔ اس افسانے میں ضمنی کردار ایسی عورت کا ہے جو جسمانی معذوری کے باعث لنگڑا کر چلتی ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "دو بھیگے ہوئے لوگ" سے لیا گیا ہے۔ افسانے میں وہ خاتون لنگڑی ہونے کے باوجود گیارھویں کے روز سب لوگوں کو تبرک تقسیم کرتی ہے، مثلاً:

"عدو کی لنگڑی بیوی اپنے کندھے پر سینی رکھے ہوئے شامیانے کے اندر داخل ہوئی اور سینی سے ایک ایک مٹھی گڑ کے چاول نکال کر بچوں کو بانٹ رہی تھی۔۔۔۔"(۳۳)

مندرجہ بالا افسانے میں لنگڑی عورت یعنی چچی کی تذلیل ہوتے دکھائی گئی ہے۔ محلے کے لڑکے چچی کا احترام نہ کرتے ہوئے اسے چڑاتے ہیں اسے طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"ارے چچی آپ تو غصب کی مسّی لگائے ہو، یہ عمر آگئی مگر نخرے نہیں گئے۔"(۳۴)

نیئر مسعود کا افسانہ "مراسلہ" ابنارمیلٹی کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "عطرکافور" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسی عورت کا ہے جو جسمانی معذوری میں مبتلا ہے۔ وہ عورت بڑھاپے کے باعث چلنے پھرنے سے قاصر تھی۔ مصنف نے معذور عورت کی ظاہری حالت کو یوں بیان کیا ہے:

"برسوں پہلے بڑھاپے کے سبب چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھیں۔ پھر اُن کی آنکھوں کی روشنی بھی قریب قریب جاتی رہی اور ذہن بھی ماؤف سا ہو گیا۔"(۳۵)

مندرجہ بالا افسانے میں بوڑھی عورت پر غفلت طاری ہونے کا منظر دکھایا گیا ہے، مثلاً:

"آپ۔۔۔ میں نے ان کے ہاتھ کی پشت پر خشک رگوں کے جال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ یہاں آگئیں؟ تمہیں دیکھنے۔۔۔ کیسی طبیعت ہے؟ انھوں نے اٹک اٹک کر کہا پھر ان پر غفلت طاری ہو گئی۔"(۳۶)

جسمانی اور ذہنی معذوری کے حوالے سے ڈاکٹر نگار عظیم کا افسانہ "بھوک" اہم ہے یہ افسانہ، افسانوی مجموعے "عکس" سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسی خاتون کا ہے جو ذہنی اور جسمانی معذوری میں مبتلا ہے۔ وہ خاتون نیم دیوانی اور بصارت سے محروم ہے۔ مصنف نے ابنارمل خاتون کا ظاہری حُلیہ یوں بیان کیا ہے:

”وہ نیم دیوانی سی تھی بکھرے بے ترتیب بال، سَن کی طرح لپٹی ہوئی بالوں کی لٹیں، پھٹے پرانے تن سے بے نیاز کپڑے، آنکھوں میں جمی ہوئی گندگی، لیکن اسے شاید ان میں سے کسی بات کا احساس نہیں تھا۔ اس کی آنکھوں کی روشنی تو اس کا اندھاپن ڈھکے ہوئے تھا اور جب آنکھوں میں اندھیرا ہو تو دل کا اندھیرا تو لازمی ہے۔“(۳۷)

مندرجہ بالا افسانے میں ابنارمل خاتون کے ہاں محتاجی کا عنصر نظر آتا ہے۔ وہ لوگوں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتی تھی، مثلاً:

”وہ ہمیشہ اپنے میلے کچیلے کپڑوں میں دلی گیٹ کے پاس اردنِ ہاسپٹل کے موڑ پر پیشاب گھر سے تھوڑا ہٹ کر ایک پھٹا سا کپڑا بچھائے فٹ پاتھ پر بیٹھی ہوتی راہ گزر روضرور کچھ نہ کچھ جیب سے نکال کر اس کی طرف اچھال دیتے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے چاروں طرف سکے ہی سکے بکھرے رہتے تھے۔ جنھیں وہ ٹٹول ٹٹول کر سمیٹتی رہتی تھی۔“(۳۸)

سید احمد قادری کا افسانہ ”زنجیر“ ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم افسانہ ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے ”دھوپ کی چادر“ سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار غزالہ نامی خاتون کا ہے جو نفسیاتی مرض میں مبتلا ہے۔ غزالہ اپنے شوہر سے بے حد محبت کرتی تھی اور شوہر سے جدائی اس کے نفسیاتی مرض کا سبب بنی۔ افسانے میں غزالہ کی تنہائی پسندی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ تنہائی میں رہنا پسند کرتی تھی اور اپنے شوہر ارشد کو یاد کرتی تھی۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”۔۔۔ ارشد میرے دل و دماغ کے ذہن بلکہ روح کی گہرائیوں میں بسے ہوئے ہیں۔ جب بھی میں تناہ ہوتی ہوں تو میں بے حد خوش رہتی ہوں۔ اس لیے کہ تنہائی میں میرے ساتھ ارشد کی یادیں ہوتی ہیں اور میں شاید اسی لیے تنہائی پسند ہو گئی ہوں۔۔۔ مجھے تنہائی میں ہنستے ہوئے کوئی دیکھ لیتا تو شک کی نگاہ سے مجھے دیکھنے لگتا ہے کہ میں پاگل ہو گئی ہوں۔“(۳۹)

افسانے میں نفسیاتی مرض میں مبتلا خاتون کے والہانہ محبت بھرے جذبات کو دکھایا ہے چوں کہ غزالہ کو اپنے شوہر سے بے حد محبت تھی اس لیے شوہر سے خلع کے بعد اس کی عجیب کیفیت ہو گئی، مثلاً:

”میری عجیب کیفیت ہو رہی ہے، سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میرا دل، دماغ اُڑا اُڑا سا لگ رہا ہے، ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ برسوں سے ضبط کا باندھ آج ٹوٹ جائے گا۔ کمرے کی ہر شے پر آج مجھے ارشد نظر آرہے ہیں اور ہر شے کو اُٹھا اُٹھا کر میں چوم رہی ہوں۔ اسے بانہوں میں بھر رہی ہوں اور اسے کوئی مجھ سے چھیننے کی کوشش کر رہا ہی، تو میں بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ رہی ہوں۔“(۴۰)

جسمانی معذوری کے حوالے سے محمد حمید شاہد کا افسانہ ”دکھ کیسے مرتا ہے“ اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعے ”مرگ زار“ سے لیا گیا ہے۔ اس میں مرکزی کردار ایسی خارون کا ہے جو فالج کے مرض میں مبتلا ہونے کے باعث بستر مرگ پر ہے۔ افسانے میں مصنف نے معذور عورت کی حالت کو دردناک انداز میں بیان کیا ہے، اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”۔۔۔اسے ابا کے مرنے کے بعد دائیں طرف فالج پڑا تھا اور وہ بستر پر جا لگی تھی۔ شروع شروع میں جب پیاس سے اس کا حلق خشک ہونے لگتا، بھوک

سے انتڑیوں میں کڑول پڑتے یا پھر انجانے میں بستر گیلا ہو جاتا اتنا گیلا کہ وہ کمر کاٹنے لگتا۔ تو وہ اسے بلانے کی کوشش کرتی تھی۔ اُوں اُوں، جیسی آوازیں نکالنے کے لیے اسے حلق اور چھاتی پر اتنا بوجھ ڈالنا پڑتا کہ نچلا جبڑا، ایک طرف کو ڈھلک جاتا اور سارا بدن سکڑ کر دوہرا ہونے لگتا۔۔۔۔“(۴۱)

مندرجہ بالا افسانے میں مصنف نے معذور عورت کی بے بسی اور محتاجی کو تکلیف دہ انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس عورت کے بدن کا ایک ایک عضو تھا یہاں کہ اسے سانس لینے کے لیے نالی لگائی گئی تھی جو اس کے لیے ایک تکلیف دہ مرحلہ تھا۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”۔۔۔شوگر کے سبب بیڈ سولز بھی ٹھیک نہ ہو رہے تھے اور پھر سانس لیتی تو چھاتی میں سیٹیاں بجتی تھیں کچھ عرصہ کو ڈاکٹروں نے آکسیجن کا ماسک منہ پر چڑھائے رکھا مگر ہر سانس پر سارا بدن جھٹکے کھانے لگا تو انھاوں نے نرخرے کے قریب کٹ لگا کر نالی اندر پھیپھڑوں میں گھسیڑ دی۔“(۴۲)

افشاں ملک کا افسانہ ”آسیب زدہ“ ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ افسانوی مجموعے ”اضطراب“ میں شامل ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسی خاتون کا ہے جو ذہنی معذوری میں مبتلا ہے افسانے میں موجود ابنارمل خاتون پر آسیب کا سایہ ہونے کے سبب پاگل پن کے دورے پڑتے تھے۔ شروع میں اس عورت کے مرض کے بارے میں مختلف قیاس آرائیاں کی جاتی تھیں، مثلاً:

”کبھی یوں لگتا کہ انھیں کوئی دماغی مرض ہے کبھی محسوس ہوتا کہ شاید کوئی شدید ذہنی صدمہ پہنچا ہے اور کبھی یقین ہونے لگتا کہ کوئی ایسا حادثہ ضرور ہوا ہے ان کے ساتھ جس کی وجہ سے ان کی ذہنی حالت اتنی ابتر ہو گئی ہے دورہ پڑھنے پر جیسی جنونی حالت ہو جاتی تھی ان کی اگر یہی کیفیت رہتی تو یقیناً ان کا شمار پاگلوں میں ہی کیا جاتا۔“(۴۳)

افسانے میں ابنارمل خاتون کے نفسیاتی مرض کا سبب لوگ آسیب کو قرار دیتے تھے لوگوں کے بقول اس پر آسیب کا سایہ تھا جس کے موجب وہ نفسیاتی مرض میں مبتلا تھی، مثلاً:

”۔۔۔ آسیب کا سایہ ہی تھا اس پر، سہاگ رات کی صبح بے ہوش ملی تھی یہ اپنے کمرے میں ولیمے کی تقریب اور دلہن بیہوش۔۔۔؟؟؟ سچ تو یہ ہے کہ بھلا کون ایسی آسیب زدہ زندگی کو جھلتا زندگی بھر، شاید اسی لیے اس کے شوہر نے اسے چھوڑ دیا۔ آخر آج خاتمہ ہی ہو گیا بے چاری کا۔“(۴۴)

ابنارمل کردار کے حوالے سے شائستہ فاخری کا افسانہ ”ریچھ“ اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعہ ”اداس لمحوں سے خود کلامی“ سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسی خاتون کا ہے جو نفسیاتی مرض میں مبتلا ہے۔ مندرجہ بالا افسانے میں مصنفہ نے ابنارمل خاتون کا ظاہری حُلیہ بیان نہیں کیا لیکن اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو بہ احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔ افسانے میں موجود ابنارمل خاتون کو پاگل پن کے دورے پڑتے تھے جس کے باعث اس کی حالت خراب ہو جاتی، مثلاً:

”لڑکی کی حالت ہر لمحہ بگڑتی جا رہی تھی وہ بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ اپنے بال نوچ رہی تھی۔ قریب کھڑی بہنوں کے دانت کاٹ کاٹ کر خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ عورتوں کی بھیڑ تماشا بنائے اسے گھیرے ہوئی تھی۔ اپنے آس پاس لگی بھیڑ کو دیکھ کر اس کی حالت اور غیر ہوتی جا رہی تھی۔“(۴۵)

افسانے میں ابنارمل خاتون کے خوف زدہ ہونے کا سبب بیان کیا ہے۔ جس کے سبب وہ چیخنا چلانا شروع کر دیتی تھی۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”۔۔۔ وہ دیکھیے میرے سامنے۔۔۔ ایک ریچھ کھڑا ہے کتنا لمبا چوڑا ہے۔۔۔ اس کی سرخ سرخ گھورتی ہوئی آنکھوں سے مجھے بہت ڈر لگتا ہے اس کے پنجے بہت خوفناک اور زہریلے ہیں۔ پورا جسم سڑا دیتے ہیں۔ دیکھیے میرا جسم بھی اب سڑتا جا رہا ہے۔“(۴۶)

اقبال حسن آزاد کا افسانہ ”روح“ ابنارمل کردار کے حوالے سے اہم ہے۔ یہ افسانہ، افسانوی مجموعہ ”پورٹریٹ“ سے لیا گیا ہے۔ اس افسانے میں مرکزی کردار ایسی عورت کا ہے جو ذہنی معذوری میں مبتلا ہے اس عورت پر چوں کہ جنات کا سایہ تھا اس لیے اسے پاگل پن کے دورے پڑتے تھے۔ مندرجہ بالا افسانے میں مصنف نے ابنارمل خاتون کی بے بسی اور محتاجی کو یوں بیان کیا ہے:

”۔۔۔ وہ دن بدن کمزور ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے کی شادابی رخصت ہوتی جاتی تھی اور اس کے سر میں درد رہنے لگا تھا۔۔۔ اب اکثر و بیشتر اس پر قہقہے کے دورے پڑنے لگے تھے دھیرے دھیرے یہ بیماری بڑھتی ہی چلی گئی اور وہ بالکل بستر سے لگ گئی۔“(۴۷)

افسانہ ”روح“ میں ابنارمل خاتون کی ذہنی معذوری کا سبب کسی روح کا سایہ تھا۔ جس کے باعث اسے غشی کے دورے پڑتے تھے، مثلاً:

”۔۔۔ ابھی وہ چوکی پر لیٹی ہی تھی کہ اچانک ہوا زور زور سے چلنے لگی اسے اپنے سارے جسم میں اا یک سکون اُترتا محسوس ہوا۔۔۔ برآمدے میں رکھی لالٹین بھڑک کر بجھ گئی۔ ہر سُو تاریکی پھیل گئی اور امینہ نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ اسی لمحے اسے کسی کے زور زور سے ہنسنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ گردن موڑ کر دیکھا تو چاند کی ملگجی روشنی میں اسے ایسا لگا جیسے برگد کے پیڑ کے نیچے سفید چادر میں لپٹی ہوئی لڑکی کھڑی ہے۔۔۔ امینہ پر دھیرے دھیرے غشی سی طاری ہونے لگی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکی تھی۔“(۴۸)

اکیسویں صدی کے افسانہ نگاروں نے خواتین میں ابنارمیلٹی کے مختلف مسائل کو بیان کیا ہے۔ مثلاً افسانے میں موجود عورت جسمانی معذوری کے باعثبعض خواتین چلنے پھرنے سے قاصر ہونے کے باعث محتاجی کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ ان کی یہ حالت ان کے لواحقین اور خود اُن کے لیے تکلیف دہ ہے کچھ خواتین بصارت سے محروم ہونے کے باوجود اپنی غربت اور تنگ دستی کے سبب بھیک مانگ کر گزر بسر کرتی ہیں۔ بعض عورتیں فالج کے مرض میں مبتلا ہونے کے باعث زندگی میں بہت سی الجھنوں کا شکار ہوتی ہیں کچھ خواتین محبت کے چھن جانے کے سبب نفسیاتی مرض کا شکار ہو جاتی ہیں اور کسی پر آسیب یا جنات کا سایہ ہو جاتا ہے جس کے باعث وہ معمول کی زندگی گزارنے سے قاصر ہوتی ہیں۔

مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ابنارمیلٹی خواہ ذہنی یا جسمانی ڈسابیلٹی ک تیتج بر صورت میں انسان کے لیے بے شمار مسائل کو جنم دینے کا سبب بنتی ہے۔ بیسویں صدی کے افسانہ نگاروں کے ہاں جو کردار ملتے ہیں وہ اپنے عہد اور ماحول کے حوالے سے جن مسائل سے دوچار ہوئے ان کی عکاسی بھی ان کے ہاں نہایت متاثر کن انداز میں حقیقت سے آنکھیں ملاتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

اکیسویں صدی کے افسانہ نگاروں نے اس روایت کو آگے بڑھایا ہے اور اپنے عہد اور ماحول کے تغیرات و حوادث کے زیر اثر ان کرداروں کی زندگی کے مسائل کو اس طور پر پیش کیا ہے کہ یہ کہنے میں جھجھک محسوس نہیں ہوتی کہ اکیسویں صدی کا افسانہ نگار زندگی کے حقائق کو مادی فوائد کی حرص میں دباتا یا چھپاتا نہیں بلکہ پوری سچائی کے ساتھ منظر عام پر لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد ہو یا عورت کا کردار اس زندگی کے جیتے جاگتے انسانوں کا حوالہ بنتے ہوئے اُن مسائل و مشکلات کی جانب توجہ دلاتے ہیں جو شاید عام انسان کے تصور میں بھی نہ آتے ہوں۔ اگرچہ عورتوں کے کردار کم ہیں لیکن یہ اپنی ادھوری اور مکمل صورت ہر دو حوالوں سے اپنا آپ منواتے ہیں عورت کی ابنارمیلٹی ذہنی ہو یا جسمانی ڈسابیلٹی کی

وجہ سے جنم لے، اس کی زندگی کے رنگوں کو بکھیر دیتی ہے البتہ عورت ان بکھرے ہوئے رنگوں سے بھی معاشرے کی بے رنگی کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اختر اورینوی۔ تحقیق و تنقید۔ پٹنہ: شاد بکڈپو، س ن، ص ۱۳۳

۲۔ لطیف الدین احمد، فن مختصر افسانہ۔ ساقی، سالنامہ، لاہور، ۱۹۳۸ء، ص ۲۸

۳۔ (www.wikipedia.org/wiki/Atmormality - (behavior

۴۔ Ibid

۵۔ simple psychology.org/abnormal-psychology.html

۶۔ مختار۔ احمد مختار عبد الحمید عمر۔ معجم اللغۃ العربتیہ المعامرۃ۔ عالم الکتب۔ ج دوم۔ بیروت: ۱۴۲۹ ، ع زر۔ ص ۱۴۷۴

۷۔ سورۃ النساء ۴:۹۵

۸۔ https:ur.warbletoncouncil.org/tips-discapacidad-15156

۹۔ اقبال مجید۔ شہر بدنصیب۔ نئی دہلی: معیار پبلی کیشنز، ۱۹۹۷، ص ۹۰

۱۰۔ نیرّ مسعود۔ گنجفہ۔ الہٰ آباد: شارپ ٹریک، ۲۰۰۹ء، ص ۸۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۹۹

۱۲۔ سلام بن رزاق۔ ننگی دوپہر کا سپاہی۔ بمبئی: نیو رائٹرس پبلی کیشنز، ۱۹۷۷ء، ص ۱۳۴

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۴۔ عبد الصمد۔ آگ کے اندر راکھ۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۹ء، ص ۱۲۳

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۱۶۔ محمد اشرف، سید۔ ڈار سے بچھڑے۔ نئی دہلی: تحقیق کار پبلشرز، ۱۹۹۴ء، ص ۱۵۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۵۱

۱۸۔ احمد قادری، سید۔ دھوپ کی چادر۔ بھارت: مکتبہ غوثیہ، ۱۹۹۷ء، ص ۳۶،۳۵

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۶

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ طارق چھتاری۔ سباع کا دروازہ۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۱ء، ص ۱۴۸

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۴۹

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ ساجد رشید۔ نخلستان میں کھلنے والی کھڑکی۔ بمبئی: سمتا پرکاش کی پیشکش، ۱۹۹۰ء، ص ۹

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۰

۲۷۔ محمد، حمید شاہد۔ مرگ زاد۔ کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۴ء، ص ۴۰

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ترنم ریاض۔ یہ تنگ زمین۔ نئی دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۸ء، ص ۶۳

۳۰۔ ایضاً، ص ۵۹، ۶۲

۳۱۔ اقبال حسن آزاد۔ قطرہ قطرہ احساس۔ پٹنہ: ثروت پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء، ص ۱۱

۳۲۔ ایضاً، ص ۱۲

۳۳۔ اقبال مجید۔ دو بھیگے ہوئے لوگ۔ لکھنو: نصرت پبلی کیشنز، س ن، ص ۳۴

۳۴۔ ایضاً، ص ۳۴، ۳۵

۳۵۔ نیرّ مسعود۔ عطر کافور۔ لکھنو: نظامی پریس، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳

۳۶۔ ایضاً، ص ۱۶

۳۷۔ نگار عظیم، ڈاکٹر۔ عکس۔ نئی دہلی: بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر، ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۸

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ احمد قادری، سید۔ دھوپ کی چادر۔ بھارت: مکتبہ غوثیہ، ۱۹۹۵ء، ص ۱۰۳

۴۰۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۴۱۔ محمد، حمید شاہد۔ مرگ زاد۔ کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۴ء، ص ۹۲

۴۲۔ ایضاً، ص۹۵

۴۳۔ افشاں ملک، ڈاکٹر۔ اضطراب۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۷ء، ص۹۵

۴۴۔ ایضاً، ص۱۴۰

۴۵۔ شائستہ فاخری۔ اداس لمحوں سے خود کلامی۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص۲۴۹

۴۶۔ ایضاً، ص۲۵۰

۴۷۔ اقبال حسن آزاد۔ پورٹریٹ۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۷ء، ص۱۷۰

۴۸۔ ایضاً، ص۱۷۳، ۱۷۴